نمبر ۱۱ | مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی شملہ تشریف لے گئے

۲۳ جولائی۔ چار بجے کی گاڑی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تبدیلی آب وہوا کی خاطر نیز اس کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔ جو حضورؐ کی تحریک پر ۲۶ جولائی کو کشمیر اور دیگر ریاستوں کے مسلمانوں پر تشدد اور مظالم کے متعلق غور کرنے کے لئے منعقد ہو رہی ہے۔ اور جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے مسلمان لیڈر شریک ہونگے۔ حضورؐ نے اپنے بعد مولانا مولوی شیر علی صاحب کو مقامی جماعت کا امیر اور امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا حضورؐ کا فی الحال پتہ معرفت پوسٹماسٹر صاحب شملہ ہوگا۔ مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری، مولانا محمد اسماعیل صاحب اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب حضورؐ کے ہمراہ ہیں۔ روانگی کے وقت بہت بڑا ہجوم سٹیشن پر جمع تھا۔ جسے حضورؐ نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ اور مبلغین لنڈن اور دمشق کے لئے دعا فرمائی ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زندہ نبی

"یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ حقیقت یہی ہے۔ کہ جو شخص دنیا کے لئے نفع رساں ہو۔ اس کی عمر دراز کی جاتی ہے۔ اس پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھوٹی تھی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ اول اس لئے کہ انسانی زندگی کا اصل منشاء اور مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاصل کر لیا۔ آپؐ دنیا میں اس وقت آئے۔ جبکہ دنیا کی حالت بالطبع مصلح کو چاہتی تھی۔ اور پھر آپؐ اس وقت اٹھے۔ جب پوری کامیابی اپنی رسالت میں حاصل کر لی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی صدا کسی دوسرے آدمی کو نہیں آئی۔ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ پوری کامیابی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب جس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر کامیاب ہو کر اٹھے۔ پھر یہ کہنا کہ آپؐ کی عمر تھوڑی تھی سخت غلطی ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکات اور فیوض ابدی ہیں۔ اور ہر زمانہ میں آپؐ کے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لئے آپؐ کو زندہ نبیؐ کہا جاتا ہے۔ اور حقیقی حیات آپؐ کو حاصل ہے۔ طول عمر کا جو مقصد تھا۔ وہ حاصل ہو گیا۔ اور اسی آیت کے موافق آپؐ ابد الآباد کے لئے زندہ ہے۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء)

مبلغین لنڈن و دمشق کی روانگی

۲۳ جولائی طلبائے مدرسہ احمدیہ نے مولوی محمد یار صاحب۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب کو ٹی پارٹی دی۔ اور الوداعی ایڈریس پیش کیا جس پر دونوں اصحاب نے شکریہ کی تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک مفصل تقریر فرمائی۔ مولوی محمد یار صاحب ۲۵ جولائی لنڈن کے لئے قادیان سے ۴ بجے کی گاڑی پر روانہ ہونگے۔ انشاء اللہ۔ اور اسی دن فرنٹیر میل پر ...

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

سابق خدیو مصر کا وظیفہ

حلمی پاشا سابق خدیو مصر کے لئے تخت سے دستبرداری کے صلے میں تیس ہزار مصری پونڈ سالانہ وظیفہ منظور ہوا ہے۔

برطانوی ہائی کمشنر کی ترکی میں آمد

لارڈ انیتھون ہائی کمشنر متعینہ برٹش جنوبی افریقہ گزشتہ ہفتہ ترکی میں آئے۔ اور کمال پاشا سے ملاقات کی جنہوں نے لارڈ موصوف کو ایک مرصع تمغہ عطا کیا۔ لارڈ انیتھون نے آپ سے لندن جانے کی درخواست کی۔ جسے آپ نے منظور کیا ؞

خلیج فارس کے ساحل پر جنگی جہاز

معاصر "الندا" راوی ہے۔ کہ ۱۸۔ ذی الحجہ کو برطانیہ کے چار جنگی جہاز خلیج فارس کے ساحل پر آکر لنگر انداز ہو گئے۔ اور اگلے روز خلیج کے آس پاس چکر لگاتے رہے۔ ارد گرد کی آبادی پر برقی روشنی ڈالی گئی۔ فضا میں گولی چھوڑی گئی۔ اس تمام کارروائی کے وجوہ ابھی تک پردۂ راز میں ہیں ؞

ایران کو جانے والوں کے لئے نیا حکم

حکومت ایران نے اعلان کیا ہے۔ کہ تمام غیر ملکیوں کے لئے جو ایران میں عارضی یا مستقل رہائش کے لئے یا ایران سے گزر کر کسی اور ملک میں جا رہے ہوں ۔ ضروری ہے۔ کہ ایران میں پہونچنے سے ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر مقامی پولیس کو اپنی جائے سکونت سے مطلع کریں۔ خلاف ورزی کرنے والے کو سزائے جرمانہ ہوگی ؞

پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس میں شاہ افغانستان کی تقریر

۶۔ جولائی کو افغان پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ہوا۔ جس میں شاہ افغانستان نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کابل کو فتح کرنے کے لئے میں نے کسی غیر ملکی حکومت سے امداد حاصل نہیں کی۔ گزشتہ سال حکومت برطانیہ نے پونے دو لاکھ پونڈ قرضہ بلا سود۔ دس ہزار رائفلیں۔ اور پچاس لاکھ کارتوس دیئے ہیں۔ امان اللہ خاں نے یورپین ممالک سے جو سامان خرید کیا تھا۔ اس کی قیمت بالاقساط ادا کی جائے گی۔ آپ نے بتایا۔ کہ جاپان۔ روس اور ایران کے ساتھ ہمارے تجارتی معاہدے ہو چکے ہیں ؞

کابل میں ٹیلیفون کی تعلیم

معاصر اصلاح کابل لکھتا ہے۔ کہ تار اور ٹیلیفون کی تعلیم دینے کے لئے کابل میں ایک نئے مدرسہ کا افتتاح ہوا ہے۔ جس میں تعلیم حاصل کرنے کی مدت ایک سال ہوگی ؞

کابل میں سنگساری

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ آق تاش خان آباد (افغانستان) کے ایک باشندہ کو جس نے نماز کی تحقیر کرنا اور علماء کی توہین کرنا اپنا مشغلہ بنا لیا تھا۔ نیز وہ اپنے پیر کی قبر کو سجدہ کرتا تھا۔ سنگسار کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے خدا اور رسول کو بھی گالیاں دیں۔ اس کا معاملہ پہلے وزیر حربیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ وزیر صاحب نے اس معاملہ کو محکمہ شرعیہ کے سپرد کر دیا۔ محکمہ شرعیہ نے مقامی علماء کی شہادتیں لینے کے بعد اسے ملحد قرار دیا۔ اور حکومت کی اجازت سے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا گیا ؞

امیر فیصل قسطنطنیہ میں

آج کل امیر فیصل قسطنطنیہ میں وارد ہیں۔ ان کی آمد سے ٹرکی اور عراق کے درمیان تجارتی معاہدہ کے مکمل ہونے کی توقع ہے۔ اور ایسے وسائل اختیار کئے جانے کی امید ہے۔ جو ٹرکی اور عراق کی سرحد پر قیام امن کے ضامن ہونگے ؞

سابق خدیو مصر کی والدہ کی وفات

قسطنطنیہ ۱۸۔ جولائی عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کی والدہ آمینہ خانم استانہ میں انتقال کر گئیں۔ حلمی پاشا اور ان کے بھائی اپنی والدہ کے جنازہ کے ساتھ ہیں۔ جو ترکی جہاز ازمیر کے ذریعے قسطنطنیہ سے مصر روانہ کیا گیا ہے ؞

مصر کی روئی کی تجارت

ایک تازہ خبر ہے۔ کہ روسی کاٹن بیورو کا ڈائرکٹر عنقریب مصر آنے والا ہے۔ تاکہ سرکاری روئی کی خرید کے متعلق گفت وشنید کرے مصری روئی کو ہامبرگ۔ اور یورپ کی دیگر تبادلہ کی منڈیوں میں داخل کرنے کے لئے گفت وشنید ہو رہی ہے۔ فی الحال صرف لورپول کی منڈی مصر کی روئی کی تجارت کرتی ہے ؞

ہندوستانی پارسیوں کے نام شاہ ایران کا پیغام

مسٹر سیف آزاد ایڈیٹر "ایران نو" حال میں بمبئی آئے۔ یہ اخبار جرمن سے شائع ہوتا ہے۔ انہوں نے اخبار "بمبئی سماچار" کے نمائندہ سے دوران ملاقات میں کہا۔ میں پارسیوں کے لئے شاہ ایران کا پیغام لایا ہوں۔ روانگی سے پیشتر میں نے شاہ رضا پہلوی سے ملاقات کی تھی۔ شاہ ممدوح نے فرمایا۔ ہندوستان کے نامور پارسیوں کو اپنے وطن میں آنا چاہیئے۔ شاہ موصوف نے مجھے یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر پارسی ایران کی ترقی میں حصہ لیں گے۔ تو انہیں ہر قسم کی امداد بہم پہونچائی جائے گی ؞

ٹرکی اور مصر میں بالشویکوں کی ریشہ دوانیاں

قاہرہ کی تازہ خبر ہے۔ کہ ٹرکی اور مصر میں روز بروز اشتراکی پروپیگنڈا زور پکڑتا جا رہا ہے۔ مصر میں تو اس انقلابی رَو کو روکنے کی پوری کوشش ہو رہی ہے۔ اور عام اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر کسی مصری کا تعلق کسی انقلابی انجمن سے پایا گیا۔ تو اُسے اس کی قومیت سے محروم کرنے کے بعد فوراً جلاوطن کر دیا جائے گا۔ ٹرکی بھی بالشویکوں سے بہت خائف نظر آتا ہے۔ روسی سرحد پر جو جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ وہ بے حد تشویشناک ہیں۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ ہی ساتھ ٹرکی میں بالشویک پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بالشویکوں نے کوئی جارحانہ اقدام کیا۔ تو اس کی مدافعت بغیر برطانیہ یا فرانس کی مدد کے قطعاً ناممکن ہوگی ؞

حکومت حجاز کے ارادے

دولت حجاز کے ادارۂ شاہی نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ مؤتمر حجاز کا پہلا سالانہ اجلاس طلب کیا جائے۔ اور اس کے بعد "مؤتمر حجاز" کو مستقل حیثیت دے دی جائے۔ اور سال بسال اُس کا اجلاس منعقد کیا جائے صدارت کے فرائض خود سلطان ابن سعود انجام دیں گے۔ اور اجلاس میں شرکت کے لئے اطراف ملک سے عمار۔ عمائد دین۔ اور ممتاز افراد کو مدعو کیا جائے گا۔ امور زیر بحث یہ ہونگے۔ (۱) شعائر دین کا قیام۔ عوام کے اخلاق کی حفاظت اور مرکز اسلامی میں شریعت کے صحیح اصول کی نشر واشاعت۔ (۲) عوام میں عدل وانصاف کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش (۳) ملک کی اقتصادی اور عمرانی اصلاح کے لئے پروگرام کی ترتیب اور اس کا اجراء ؞

یمن میں جدید مدارس کا قیام

اخبار "الرابطۃ المشرقیہ" لکھتا ہے۔ حکومت یمن علوم ومعارف کی نشر واشاعت کے لئے بہت زیادہ اہتمام کر رہی ہے۔ وہ مدارس جو پہلے سے موجود ہے۔ اُن کو نئی طرز پر لانے کی پوری کوشش ہو رہی ہے چند جدید مدارس خاص طور پر انگریزی زبان کی تعلیم کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ پایۂ تخت کے علاوہ "زرانیق" میں بھی چند مدارس انگریزی سیکھنے کے لئے حکومت نے قائم کر دیئے ہیں۔ چونکہ لائق اور دور حاضرہ کے مطابق تعلیمیافتہ مدرسین بہت کم ہیں۔ اس لئے حکومت کو بعض دیہاتی مدارس میں تعلیمی خدمات کے انجام دینے کے لئے مدرسین نہیں ملتے۔ لیکن باوجود اس کے حکومت پوری سرگرمی کے ساتھ لائق مدرسین کا تقرر کر رہی ہے۔ اگر ہندوستان کے وہ انگریزی دان جو عربی کی بھی قابلیت رکھتے ہیں۔ حکومت یمن کو اپنی خدمات پیش کریں۔ تو ممکن ہے وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور ایک اسلامی علاقہ کو بھی فائدہ پہنچا سکیں ؞

حکومت حجاز کا نیا قانون

مکہ کا مشہور اخبار "ام القریٰ" لکھتا ہے۔ کہ مجلس شوریٰ نے مندرجہ ذیل قوانین وضع کئے ہیں۔ جن پر والئے حجاز نے اپنے دستخط ثبت کر دیئے ہیں۔ جو شخص کسی محکمہ۔ یا کسی مجلس کے حاکم یا حکومت کے کسی ذمہ دار افسر کی تحقیر کریگا یا اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالیگا۔ جن سے اس کی ہتک عزت ہو۔ یا اس کے فرائض منصبی ادا کرتے وقت دھمکی دیگا۔ یا حکام کی طرف ایسے افعال منسوب کریگا جو ان سے سرزد نہیں ہوئے۔ یا سرکاری محکمہ جات کو پریشان کریگا۔ اسے ایک ہفتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

جُداگانہ انتخاب

پر

مُسلمانانِ پنجاب کا اِتحاد

کشمیر کے خونچکاں حادثہ کی وجہ سے ہمیں پنجاب کے ان مسلمانوں کے خوشکن فیصلہ کے متعلق کچھ لکھنے کا قبل ازیں موقعہ نہ ملا۔ جو مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت کے خیالات کے خلاف ہندوؤں کے اس بارے میں مؤید تھے۔ کہ ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت میں مخلوط انتخاب ہونا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب پر زور نہیں دینا چاہیئے موجودہ زمانہ کی نزاکت اور ہندوؤں کی مسلمانوں کے متعلق خطرناک ذہنیت اور خوفناک ارادوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے بارہا ان اصحاب سے درخواست کی۔ کہ وہ اپنی قوم اور ملت کے فوائد کے لئے اور یہ دیکھتے ہوئے۔ کہ نہ صرف مختلف الخیال ہندو بلکہ سارے غیر مسلم مسلمانوں کے مقابلہ میں کس طرح متحد ہو چکے ہیں۔ اور مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات محض اس بہانہ سے نظر انداز کئے جا رہے ہیں۔ کہ ان میں اتحاد نہیں۔ اور وہ اپنے مطالبات متفقہ طور پر پیش نہیں کر رہے۔ سیاسی مطالبات میں متحد ہو جائیں۔ الحمدللہ کہ کم از کم پنجاب کے متعلق ہماری یہ خواہش پوری ہو گئی۔ اور پنجاب کے وہ مسلمان لیڈر جو قریباً تین سال سے مخلوط انتخاب کے حامی تھے جنہوں نے کانگرس کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے قید و بند کی کڑی تکالیف برداشت کیں۔ جنہوں نے ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر ان کی مہم کو بے حد تقویت دی جنہیں گاندھی جی نے نیشنلسٹ مسلمان کا خطاب دیا۔ اور ان کی قربانیوں کا کھلے طور پر اعتراف کیا۔ انہوں نے مسئلہ انتخاب کے بارے میں اپنے سابقہ مسلک سے کلیۃً دست بردار ہو کر یہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے ساتھ متفق ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب ضروری سمجھتے ہیں۔

یہ فیصلہ جن قابلِ قدر جذبات اور احساسات کی بناء پر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ کہ ایک طرف تو پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں نے ہر اس تجویز کی مخالفت کی۔ جو باہمی مفاہمت کی بنیاد بن سکتی تھی۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہ صرف برادرانہ اور عزت مندانہ سلوک کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ان کے معاشرتی بائیکاٹ سے ان کے ساتھ اچھوتوں کا سا برتاؤ کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی تائید وحمایت سے یہ دھمکی دے رہے ہیں۔ کہ اگر پنجاب میں کوئی ایسا نظام رائج ہوا جس سے مسلمانوں کو کونسل میں اکثریت حاصل کرنے کا موقعہ مل گیا۔ تو وہ مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ اور دوسری طرف گاندھی جی نے یہ مطالبہ کیا۔ کہ مسلمانوں کا وہی مطالبہ قابلِ قبول سمجھا جائے گا۔ جو متحدہ مطالبہ ہو گا۔ لہذا بحالات موجودہ جداگانہ انتخاب کو قائم رکھنا۔ اور جن صوبوں میں مسلمانوں کو باعتبار آبادی اکثریت حاصل ہے۔ وہاں انہیں لازمی طور پر اکثریت حاصل کرنا ضروری ہے۔ گویا یہ فیصلہ ایک تو غیر مسلموں کی معاندانہ اور نقصان رساں کارروائیوں سے متاثر ہو کر اور دوسرے مسلمانوں کے مطالبات کو متحدہ قوت سے منوانے کے لئے کیا گیا اور ظاہر ہے۔ یہ دونوں جذبے نہایت قابلِ قدر اور بے حد تعریف کے لائق ہیں۔

اس وقت تک غیر مسلموں نے مسلمانوں کے مفاد کو جس قدر نقصان پہنچایا۔ اور ان کے جتنے حقوق غصب کر رکھے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی تھی۔ کہ مسلمانوں میں اتحاد نہیں تھا۔ ان کی آواز میں وہ زور اور قوت نہیں تھی۔ جو متحدہ قوم کی آواز میں ہوتی ہے۔ لیکن شکر ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو اس کا احساس ہو رہا ہے۔ اور وہ نہ صرف اتحاد کی ضرورت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ بلکہ عملی طور پر بھی اس کے لئے قدم اٹھا رہے ہیں۔ ان حالات میں احرارِ اسلام کی کانفرنس نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ مفادِ ملت کے لئے ایک نیک فال ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کے سیاسی مطالبات کو اس قدر تقویت حاصل ہو گئی ہے۔ کہ اب گاندھی جی کے لئے بھی ان کا نظر انداز کرنا آسان نہیں۔ اور اگر انہیں اپنی بات کا کچھ بھی احساس ہو۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ جداگانہ انتخاب کا وہ مطالبہ جس کے ساتھ ان کے نیشنلسٹ مسلمان بھی متفق ہو گئے ہیں جن سے اتحاد کر کے مطالبات پیش کرنے کی انہوں نے شرط لگائی تھی۔ اسے کم از کم پنجاب کے لئے تو ضرور منظور کر لیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ گاندھی جی اس طرف رُخ بھی نہیں کریں گے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ ہندو انہیں قطعاً اس کی اجازت نہ دیں گے۔

نیشنلسٹ مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کے حق میں فیصلہ کرنے پر وہی ہندو اخبارات جو کل تک ان کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے نہیں تھکتے تھے۔ بے حد چراغ پا ہو رہے۔ اور کانگرس کے متعلق ان کی تمام خدمات کو نظر انداز کر کے ان کے خلاف سخت معیوب الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن یہ کوئی غیر متوقع امر نہیں جب ہندوؤں کی کوشش یہ ہے۔ کہ جہاں مسلمانوں کے لئے اکثریت حاصل کرنے کا امکان ہو۔ وہاں ایسا نظام رائج کیا جائے۔ کہ اس اکثریت کے بچاؤ اور تحفظ کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ تو پھر وہ نیشنلسٹ مسلمانوں کے فیصلہ کو کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔ وہ اس فیصلہ کو پنجاب میں مسلم راج قائم کرنے کا نام دے رہے۔ اور اس طرح غیر مسلموں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کر رہے ہیں۔ لیکن اگر پنجاب اور بنگال کی محض پانچ اور چھ فیصدی کی مسلم اکثریتوں کو یہ الزام دیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ جہاں ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد میں اکثریتیں ہیں۔ وہاں یہ نہ کہا جاتا۔ کہ ہم ہندو راج قائم کر رہے ہیں۔

جن صوبوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ وہاں [illegible] کو اطمینان ہے۔ کہ انہی کی اکثریت ہو گی۔ لیکن جہاں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے۔ وہاں چاہتے ہیں۔ کہ مخلوط انتخاب کے ذریعہ مسلمانوں کی اکثریت کو مٹا دیں۔ اور اس طرح تمام ہندوستان میں ہندو راج قائم کر لیں یہ بات اب ان مسلمانوں پر بھی واضح ہو چکی ہے۔ جو کئی سال تک ہندوؤں کے شریک کار رہ چکے ہیں۔ اور مخلوط انتخاب کے متعلق ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے ہیں۔ اسی مصیبت سے بچنے کے لئے انہوں نے پنجاب کی رائے عامہ کے مطابق جداگانہ انتخاب کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ اعلان کر دیا ہے :-

"اگر کسی مسلم یا غیر مسلم جماعت کو طاقت ہے۔ تو اس فیصلے کو توڑ کر اپنے فیصلہ کو منوا کر دکھائے۔"

لیکن مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے یہ فیصلہ کر دینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ضرورت ہے۔ کہ آئندہ نظام حکومت میں اس فیصلہ کو قائم اور برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اور متحدہ طاقت سے اس کا نفاذ کرایا جائے۔ گول میز کانفرنس کے انعقاد کا وقت جوں جوں قریب آ رہا ہے۔ اس بات کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ دیگر مطالبات کے ساتھ مسلمان اپنے اس مطالبہ پر بھی خصوصیت کے ساتھ زور دیں۔ اور حکومت پر واضح کر دیں۔ کہ اس کے خلاف فیصلہ کو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی منظور کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کا ہندوستان میں بحیثیت زندہ قوم رہنا محال ہے۔ امید ہے۔ اگر مسلمانوں نے پوری کوشش کی۔ تو ضرور کامیابی حاصل ہو گی۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

فیڈریشن سب کمیٹی کے ارکان میں

گول میز کانفرنس کی فیڈریشن سب کمیٹی کے ارکان کے جو نام سرکاری طور پر شائع ہوئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے ثابت ہو گیا کہ پچھلے دنوں جو یہ افواہ تھی۔ کہ گورنمنٹ ہند اس امر پر غور کر رہی ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا نام اس دفعہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے نمائندوں میں نہ رکھا جائے۔ یا تو وہ درست نہ تھی۔ یا پھر اس کے متعلق جناب ناظر صاحب امور خارجہ سلسلہ احمدیہ نے وائسرائے ہند کو جو چٹھی لکھی۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ جناب چوہدری صاحب موصوف کے نام کا اعلان کر دیا گیا؛

جناب چوہدری صاحب نے پہلی دفعہ گول میز کانفرنس میں شریک ہو کر مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کے متعلق جس قابلیت سے خدمات سرانجام دیں۔ ان کا اعتراف کرنے پر وہ لوگ [illegible] تھے جو بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے پہلے ان کے [illegible] کے حق میں نہ تھے۔ اب اگر گورنمنٹ انہیں نامزد نہ کرتی۔ تو [illegible] بھی طور پر خیال کیا جاتا۔ کہ اس نے مسلمانوں کو ایک قابل نمائندہ کی خدمات سے محروم کر دیا۔ لیکن اب جبکہ گورنمنٹ نے اس بارے میں مسلمانوں کی خواہش کا لحاظ رکھا ہے۔ ہم اسے قابل تعریف سمجھتے ہیں؛

جناب چوہدری صاحب موصوف خدا کے فضل سے پہلی دفعہ گول میز کانفرنس سے نہ صرف اپنی شہرت کو سلامت لے کر ہی لوٹے تھے۔ بلکہ اپنی خدمات کی وجہ سے زیادہ مقبول ہو کر آئے تھے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ دوسری دفعہ انہیں خدا تعالےٰ پہلے سے بھی زیادہ خدمات سرانجام دینے کا موقعہ دے؛

لیکھو

پچھلے دنوں آریوں نے لفظ لیکھو پر بہت شور مچایا تھا۔ لیکن سکندر آباد ضلع ملتان کے فساد کے سلسلہ میں ہندو اخبارات نے کئی بار ایک ایسے شخص کا ذکر کیا ہے۔ جس کا نام "لیکھو رام بھاٹیہ" بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ۱۶۔جولائی کے "ملاپ" میں بھی یہ لکھا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا۔ کہ لفظ "لیکھو" تحقیر کے لئے "لیکھرام" کا بگاڑا ہوا نہیں۔ بلکہ یہ مستقل لفظ ہے۔ اور آریوں کے لئے اس پر بُرا منانے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی؛

مُباہلہ اور غیر مبایعین

سید محمد شریف صاحب "امیر اہلحدیث" سے مُباہلہ کے متعلق جو خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اس میں غیر مبایعین کے "آرگن" "پیغام صلح" (۱۵۔جولائی) نے بھی دخل دینا ضروری سمجھا ہے۔ لیکن اپنی ہمہ دانی کے زعم میں وہ کچھ کہا ہے۔ جسے دیکھتے ہوئے سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کس منہ سے منسوب کرتے ہیں؛

پیغام نے پہلے تو یہ مشورہ دیا ہے:-

"ہمارے خیال میں مباہلہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت تک محدود رہنا چاہیئے"

اور اس خوف سے کہ کہیں مباہلہ کے اثر کے نیچے غیر مبایعین بھی آ جائیں یہ لکھ دیا ہے:-

"اگر مُباہلہ محض نبوت پر ہوگا۔ تو قادیانی فریق کا موجودہ لیڈر اور اس کے ہم خیال ہی ذمہ وار ہونگے۔ اس لئے کہ احمدی جماعت کا ایک خاصہ حصہ یعنی جماعت لاہور حضرت مرزا صاحب کو دعوئی نبوت سے بری اور اسے مرزا محمود احمد صاحب کا اختراع سمجھتی ہے"

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چونکہ نبوت کا دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ اس لئے وہ لوگ جو آپ کو نبی نہیں مانتے۔ وہ نہ دعوئی نبوت پر مباہلہ جائز سمجھتے ہیں۔ اور نہ اس کے اثر کے نیچے آسکتے ہیں۔ البتہ اگر مباہلہ کو محض دعوئی مجددیت اور مسیحیت اور مہدویت تک محدود رکھیں تو اس قسم کا مباہلہ غیر مبایعین پر بھی حجت ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ کہہ کر اپنی علیحدگی ظاہر کی گئی ہے۔ کہ

"یہ صورت مباہلہ ناجائز ہے۔ کیونکہ کسی مجدد و مسیح۔ مہدی کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہلا سکتا"

اس طرح دونوں صورتوں میں غیر مبایعین نے چھٹی تو حاصل کر لی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جب بخیال اُن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور محض دعوئی مجددیت مسیحیت اور مہدویت پر مباہلہ کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ کسی مجدد و مسیح اور مہدی کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہلا سکتا۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری عمر کس بنا پر مخالفین کو مباہلہ کی دعوت دیتے رہے اور بار بار اس کی طرف بلاتے رہے۔ بقول غیر مبایعین نہ تو آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اور نہ اپنے دعوے کے منکروں کو کافر قرار دیتے تھے۔ آپ نے صرف مجدد و مسیح اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ مگر ان دعووں کا منکر چونکہ کافر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ مباہلہ جائز نہیں۔ پھر اور کس بنا پر مباہلہ کے چیلنج دیئے۔ ممکن ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے بے خبری اور حالات سلسلہ سے ناواقفیت کی بنا پر یہ کہہ دیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو مباہلہ کی دعوت ہی نہیں دی؛

کشمیر کے خلاف سازش

سرینگر میں جہاں مسلمانوں کی طرف سے خبروں کا آنا بند ہے۔ وہاں ریاست نے ہندو نامہ نگاروں اور ہندو خبر رساں ایجنسیوں کو کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جو چاہیں شائع کرتے رہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں پر ہر روز نئے الزام لگائے جا رہے ہیں۔ اور انہیں خطرناک سے خطرناک مجرم قرار دیا جا رہا ہے۔ اور اب تو بالفاظ ہندو اخبارات "کشمیر میں مسلم سلطنت قائم کرنے کی زبردست سازش کا انکشاف" ہو گیا ہے۔ اور "کئی خفیہ کاغذات پکڑے گئے ہیں"۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"سرینگر میں ایک بوٹ ہوس میں ایک مسلمان بنام عبد اللہ کی تلاشی اس کی گرفتاری کے بعد لی گئی۔ تلاشی پر ایک پروگرام ملا جس میں وہ تاریخیں درج تھیں۔ کہ جن پر ہندوؤں کو لوٹا جانا تھا۔ اس کے علاوہ مسلمان ایجی ٹیٹروں کے وہ تمام خط پکڑے گئے ہیں۔ جو انہوں نے جموں اور دیگر مقامات سے لکھے تھے"

اگر مسلم سلطنت قائم کرنے کے واسطے "زبردست سازش" اسی کا نام ہے۔ کہ کسی کاغذ کے پُرزے پر چند تاریخیں لکھی ہوئی پائی جائیں۔ اور ایک بے هتھیار حکومت کو اُلٹ دینے کے ساتھ ہی تمام ہندوؤں کو لوٹ لینے کا کام اسی پرزہ کاغذ سے لیا جا سکتا ہے۔ تو بے شک ایسا پرزہ خواہ کسی اور نے ہی ایک معمولی شخص کے ہاں رکھ دیا ہو۔ تمام مسلمانانِ کشمیر کو باغی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے لیکن اگر یہ بات کسی فہم و فراست میں نہیں آسکتی۔ تو ریاست کے خیر خواہوں کو جھوٹ بولنے میں کچھ تو احتیاط سے کام لینا چاہیئے؛

ہندوؤں کی فتنہ انگیزیاں

سکندر آباد کے فساد کے متعلق ایک طرف تو بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور دوسری طرف ہندوؤں میں سے نہ صرف کسی کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ بلکہ انہیں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور وہ نہایت اشتعال انگیز حرکات کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس علاقہ کے بہت بڑے رئیس اور باعزت انسان ملک نصیر بخش صاحب جن پر ہندوؤں نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ مگر وہ بچ گئے۔ ان کی نسبت نہایت ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ۱۶۔جولائی کے "ملاپ" میں انہیں "شیطان" اور "ڈاکو" لکھا گیا ہے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی یہ روش نہایت ہی اشتعال انگیز ہے۔ اور اگر اس کا انسداد نہ کیا گیا۔ تو یقیناً اس سے بدامنی پیدا ہوگی پھر فساد کے بانیوں کو تو پوچھا نہ جائے گا۔ اور مسلمانوں کی گرفتاریاں شروع کر دی جائیں گی۔ ذمہ دار حکام کو چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کی فتنہ انگیز حرکات کا فوری طور پر سدباب کریں؛

"اہلحدیث" کے چند اعتراضات کے جواب

زمیندار ۲۵ جون میں اہلحدیث کے حوالہ سے ایک مضمون قادیانی مشن کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس میں کوئی ایسا اعتراض نہیں جس کا مکمل جواب بارہا نہ دیا گیا ہو تاہم مختصر ان اعتراضات کے جوابات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ شاید کوئی سعید روح فائدہ اٹھائے۔

خلاصہ اعتراض اوّل

قرآن مجید میں ہے۔ کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہان کا پروردگار۔ نہایت رحم والا مہربان ہے۔ لیکن اربعین صفحہ ۶ پر لکھا ہے خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے تیرا نام پورا ہو جائیگا۔ میرا نام پورا نہیں ہوگا؟

جواب

بات تو بالکل صاف ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ جوش مخالفت نے اندھا کر دیا ہے۔ واقعی انسان کا نام پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن خدا کا نام کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ کیا خدا تعالیٰ کی صفات ربوبیت رحمانیت اور رحیمیت جو قرآن کریم سے معترض نے پیش کی ہیں۔ محدود ہیں؟ اگر محدود نہیں اور نہ کبھی اس کی ربوبیت ختم ہو سکتی ہے۔ نہ رحمانیت اور نہ رحیمیت۔ تو پھر اس کا نام کیونکر پورا ہو سکتا ہے؟ کیا صفات کی طرح اس کے اسماء لا محدود نہیں؟ اگر خدا کے اسماء بھی لا محدود ہیں۔ تو پھر وہ کیونکر پورے ہو سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا "اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا۔ میرا نام پورا نہیں ہوگا۔" بالکل صحیح ہے۔ ایسی صاف اور سیدھی بات پر اعتراض کرنا جہالت ہے

اعتراض دوم

سورۃ البقرہ میں ہے۔ کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ۔ لیکن مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ پر فرماتے ہیں۔ "میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ اور میں نے یقین کر لیا۔ کہ میں وہی ہوں"

جواب

اول تو یہ ایک خواب ہے۔ اور ایک کشفی واقعہ کو ظاہر پر محمول کرنا نادانی ہے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے اس کی تشریح خود ہی اس کشف کے ذکر کے خاتمہ پر فرما دی ہے جسے معترض نے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہماری اس کشف سے وہ مراد نہیں۔ جو وحدت الوجود والے یا حلول کے قائل مراد لیا کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کشف تو بخاری کی اس حدیث سے بالکل موافق ہے۔ جس میں نفل پڑھنے والے بندوں کے قرب کا ذکر ہے"۔ اور صفحہ ۵۶۴ پر فرماتے ہیں:۔

"عین اللہ سے مراد ظل کا اصل کی طرف جانا۔ اور اس کا اس میں فنا ہو جانا ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات ہر عاشق خدا پر یہ حالات گزرتے ہیں"۔

بخاری شریف کی اس حدیث پر غور کیجئے جس میں نفل پڑھنے والے بندوں کے قرب کا ذکر ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے:۔

"نفل گزار بندہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ تب میں اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ سنتا ہے۔ آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ چلتا ہے۔" (بخاری)

اب جو مفہوم اس حدیث کا ہے۔ وہی حضرت مرزا صاحب کے کشف کا ہوگا۔ اگر یہ حدیث مقام فنا کی تفسیر ہے۔ تو کشف بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اولیاء امت محمدیہ کے الہامات میں بھی اس کی نظیریں پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے چند حوالوں سے ظاہر ہے

حضرت فریدالدین صاحب عطار فرماتے ہیں۔

(۱) "جو شخص حق میں محو ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت میں سرتا پا حق ہی ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ آدمی خود نہ رہے۔ اور رب حق کو ہی دیکھے تو یہ عجب نہیں ہوتا۔" (تذکرۃ اولیاء صفحہ ۱۴۹)

(۲) جبکہ سالک کو حسب آیت واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ کے بعد ریاضات اور عبادات کے رنج غیریت ہو کر یقین حاصل ہوتا ہے۔ تو نعرہ زن انا الحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ معین الدین فرماتے ہیں:۔

من نمے گویم انا الحق یار میگوید بگو
چوں نمے گویم مرا دلدار میگوید بگو

پس ان تمام حوالجات کی موجودگی میں اس کشف پر اعتراض کرنا بالکل نادانی ہے

اعتراض سوم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس نے کل کائنات آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور لوگوں کو مٹی سے بنایا۔ لیکن مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:۔

"میں نے نیا آسمان اور نئی زمین بنائی۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں"

جواب

واضح ہو۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو کبھی مادی زمین اور آسمان کے پیدا کرنے کا دعویٰ نہیں تھا۔ یہ مادی زمین و آسمان تو پہلے سے ہی پیدا شدہ موجود تھے۔ جس آسمان و زمین کے پیدا کرنے کا آپ کو دعویٰ تھا۔ وہ زمین و آسمان روحانی تھے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔ "ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹)

ماسوا اس کے حضرت مرزا صاحب نے خود ہی اس کی تشریح اور مقامات پر بھی بیان فرمائی ہے۔ جس سے تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں

(۱) "ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے دیکھا۔ کہ میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے۔ اور پھر میں نے کہا۔ کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔ اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا۔ کہ دیکھو۔ اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ اس کشف سے یہ مطلب تھا۔ کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کریگا۔ کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے۔ اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے" (چشمہ مسیحی صفحہ ۳۵) (۲) "خدا نے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان۔ اور کیا ہے نئی زمین۔ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلی سے دشمنی کی۔" (کشتی نوح صفحہ ۶)

اعتراض چہارم

قرآن مجید میں وارد ہے۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر ایک زندہ خدا ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نیند مگر مرزا صاحب کی تحریر البشریٰ میں یہ ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے میں نماز پڑھونگا۔ روزہ رکھونگا اور جاگتا ہوں

جواب

افطر و الصوم کے متعلق حضرت مرزا صاحب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۴ پر فرماتے ہیں: "ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے۔ اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رو سے اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ پس یہ صرف ایک استعارہ ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کبھی میں اپنا قہر نازل کرونگا اور کبھی کچھ مہلت دوں گا۔ اس شخص کی مانند جو کبھی کھاتا ہے۔ اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کھانے سے روکتا ہے۔ اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہے گا۔ کہ میں بیمار تھا۔ تم نے مجھ کو نہ پوچھا تو نے مجھ کو اے بیٹے آدم اور میں بھوکا تھا تو نے نہ کھلایا۔ تو نے اور میں پیاسا تھا۔ اور میں ننگا تھا" ... وغیرہ

نماز کیلئے دیکھیں حدیث قف محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ یصلی جس کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۔۔ میں یوں فرمایا ہے:

"تواند بود کہ ایمائے باین حقیقت صلوٰۃ رفتہ باشد آنچہ در قصہ معراج آمدہ است کہ قف محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ یصلی ...." یعنی قصہ معراج میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا۔ کہ اے محمد ٹھہر جاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نماز پڑھتا ہے۔ پس جو مطلب اس حدیث

کا ہے۔ وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں۔

(۵) یہ کہ خدا تعالیٰ سوتا بھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کسی کتاب یا تحریر یا تقریر میں ایسا بیان نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی یہ ترجمہ حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ آپ کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ ہے۔ اس کے صفحہ ۱۳۴ میں فرماتے ہیں:-

"کروڑہا ضروریات عالم میں سے کبھی کسی چیز کا مفقود نہ ہونا صریح اس بات پر نشان ہے۔ کہ ان سب کے لئے ایک محی اور محافظ اور قیوم ہے جو جامع صفات کاملہ یعنی مدبر اور حکیم اور رحمٰن اور رحیم اور اپنی ذات میں ازلی ابدی اور ہر ایک نقصان سے پاک ہے۔ جس پر کبھی موت اور فنا طاری نہیں ہوتی۔ بلکہ اونگھ اور نیند سے بھی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے۔ پاک ہے"۔ اور کتاب چشمہ معرفت میں جو حضرت مرزا صاحب کی وفات سے چند روز پہلے شائع ہوئی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں:-

"حقیقی وجود اور حقیقی بقا اور تمام صفات حقیقیہ خاص خدا کے لئے ہیں۔ کوئی ان میں اس کا شریک نہیں۔ ۔ ۔ ۔ اور جیسا کہ موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی ادنیٰ درجہ کا تعطل حواس بھی جو نیند اور اونگھ سے مشابہ ہے۔ وہ بھی اس پر جائز نہیں"۔ (ص۲۶۱)

ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ ابتدائے زندگی سے لیکر آخری ایام تک کبھی بھی حضرت مرزا صاحب کا یہ عقیدہ نہیں ہوا۔ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سوتا بھی ہے

اعتراض پنجم

قرآن مجید میں ہے مسیح ابن مریم دنیا اور آخرت میں وجیہہ اور خدا کے مقربین میں سے ہے۔ ۔ ۔ لیکن اس کے مقابلہ میں معترض نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے چند حوالے پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کی ہے۔

جواب

یہ معترض کی خام خیالی ہے۔ ورنہ حضرت مرزا صاحب کا مسیح علیہ السلام کی نسبت جو عقیدہ تھا۔ وہ ذیل کے چند حوالوں سے ظاہر ہے:-

(۱) "ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں۔ تو پھر کیونکر ہماری قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں" (البریہ ص۹۳) (۲) "موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا" (کشتی نوح ص۱۶) (۳) "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو" (ایام الصلح ص۲ ٹائٹل)

پس جبکہ مسیح علیہ السلام کی نسبت حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ مذکورہ بالا حوالوں سے ظاہر و باہر ہے۔ تو اب جن حوالجات کو معترض نے پیش کیا ہے۔ ان کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ بعض الزامی رنگ میں پادریوں پر حجت قائم کرنے کے لئے انہی کے مسلمات کی رو سے لکھے گئے ہیں اور بعض ایسے یسوع کی نسبت ہیں جس کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی ذیل کی تحریریں اس بات کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ (۱) "اور یاد رہے۔ کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان اس کے نکلا ہے۔ وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ ۔ ۔" (مقدمہ چشمہ مسیحی)

(۲) "بالآخر ہم لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا۔ کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اس پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت صلعم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔ پس اس طرح اس مردار اور خبیث فرقے نے جو مردہ پرست ہے۔ ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی۔ کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۸)

(۳) "یاد رہے۔ کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلعم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں"۔ (انجام آتھم ص۱۳)

(۴) "اس بات کو ناظرین یاد رکھیں۔ کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔ جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پڑھنے والوں کو چاہیئے۔ کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں۔ بلکہ وہ کلمات یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام نشان نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

(آریہ دھرم ٹائٹل پیج)

پس حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ بالا حوالجات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح خدا کے نبی تھے۔ اور جن کا قرآن پاک میں ذکر آتا ہے ان کی نسبت کوئی بے جا کلمہ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ الزامی رنگ میں ایک ایسے شخص کے حق میں ہے جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں۔ اور اس طریق پر یعنی الزامی رنگ میں خود علمائے اہلسنت نے عیسائیوں کے مقابلہ میں بہت کچھ لکھا ہے جیسا کہ بطور نمونہ ذیل کے چند حوالوں سے ظاہر ہے:-

جناب مولوی آل حسن صاحب اپنی کتاب استفسار میں لکھتے ہیں

(۱) "حضرت عیسیٰ ایک انجیر کے درخت پر صرف اس جہت سے کہ اس میں پھل نہ تھا خفا ہوئے۔ پس جمادات پر خفا ہونا عقلاً کمال جہالت کی بات ہے"۔ (ص۳۴۱)

(۲) "حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو حد سے زیادہ جو گالیاں دیں۔ تو ظلم کیا"۔ (ص۳۴۹)

(۳) "تربیت حضرت عیسیٰ کی از روئے حکمت کے بہت ہی ناقص ٹھہری" (ص۱۰۳)

(۴) "حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعض بیان میں کرتے پھرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا۔ بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا۔ کہ اٹھ کھڑا ہو۔ تو وہ اٹھ کھڑا ہوا" (ص۳۳۶)

اسی طرح مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کی کتاب ازالۃ الاوہام کے چند حوالے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

(۱) ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ مے گشتند و مال خود مے خورانیدند و زنان فاحشہ پاہائے آنجناب را مے بوسیدند و آنجناب مرتکب دم ہم برادوست مے داشت و خود شرابے برائے نوشیدن دیگر کساں عطا مے فرمودند (ص۳۲)

(۲) وقتیکہ یہودا فرزند سعادتمند یعقوب با زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارص را کہ از آباؤ اجداد داؤد و سلیمان و عیسیٰ علیہم السلام بود زائید (ص۴۳)

پس اس طرح پر حضرت مرزا صاحب کی تحریریں جو آپ نے بطور الزامی جوابات کے عیسائیوں کے مسلمات کی بنا پر لکھی ہیں قابل اعتراض نہیں ہو سکتیں۔ (باقی)

(خاکسار عبد الحمید سیکرٹری تبلیغ۔ انجمن احمدیہ نئی دہلی)

رسالہ پیشوا کا رسول نمبر

رسالہ پیشوا دہلی نے اس سال بھی اپنا رسول نمبر حسب معمول نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر نظم و نثر کے اعلیٰ مضامین پر مشتمل ہے۔ بلند پایہ مضامین کے ساتھ ظاہری خوشنمائی کا بھی پورا پورا انتظام کیا گیا ہے۔ مقامات مقدسہ کے ۱۰ فوٹو رسالہ کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ ہم اس کامیاب کوشش پر سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ کو مبارکباد دیتے اور فدایان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ اس تذکرہ جمیل سے بہرہ اندوز ہوں۔ ایک سو صفحہ سے زائد مضامین کے رسالہ کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

تاریخ اسلام

تاریخِ اسلام کا ایک عظیم الشان واقعہ

ہجرتِ نبوی

مدینہ منورہ کے انصار جب بیعت کر کے واپس آ گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا۔ کہ جو جا سکیں۔ ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ قریش کی طرف سے کئی قسم کی روکاوٹوں کے باوجود اکثر مسلمان مکہ سے چوری چھپے نکل گئے۔ اور مکہ کے کئی محلے اجاڑ اور ویران ہو گئے۔ اب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور یا کمزور اور غریب لوگ تھے۔ جو اپنی ناداری اور بے کسی کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتے تھے۔

کفار کے بدارادے

قریش اس سے بے خبر نہ تھے۔ اور مسلمانوں کا اس طرح مکہ سے نکل جانا اپنے لئے خوفناک مصیبت کا پیش خیمہ سمجھتے تھے بہت سوچ بچار اور دار الندوہ میں باہم اصلاح و مشورہ کے بعد انہوں نے طے کیا۔ کہ تمام قبائل کا ایک ایک آدمی لے لیا جائے۔ اور سب اکٹھے ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیں اور آپ کو قتل کر دیں۔ یہ تجویز اس وجہ سے سوچی گئی۔ تاکہ آل ہاشم تمام قبائل سے برسرِ پیکار ہونے کی تاب نہ رکھتے ہوئے خاموش ہو جائے۔ ادھر کفار یہ ارادے کر رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی اجازت عطا فرمائی اور کفار کے اس بدارادے سے بھی اطلاع بخشی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اطلاع پاتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس ارشاد خداوندی سے آگاہی بخشی۔ اور انہیں بھی اپنی ہم رکابی کا شرف بخشا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو تیز اونٹنیاں بہت اعلیٰ قسم کی اور تنومند تھیں جن میں سے ایک آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی۔ مگر آپ نے فرمایا۔ میں لے قیمتاً لے سکتا ہوں۔ مفت نہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر رضامند ہو گئے۔ اور سفر کی تیاری شروع ہو گئی ؛

مدینہ سے کوچ

رات کے وقت قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی نیت سے حضور کے مکان کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے اور چونکہ اہل عرب زنانہ میں گھس کر حملہ کرنا معیوب سمجھتے تھے اس لئے انتظار کرنے لگے کہ آپ صبح ہونے پر باہر آئیں۔ تو وہ اپنے بدارادہ کو پورا کریں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور اپنی چادر ان کو اڑھا دی۔ اور چونکہ باوجود اس قدر شدید مخالفت کے مکہ کے کفار کی بہت سی امانتیں آپ کے پاس تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام حساب و کتاب سمجھا کر تاکید کر دی۔ کہ جب تک تمام لوگوں کی امانتیں ان کو واپس نہ ہو جائیں مکے کو ہرگز نہ چھوڑیں پھر آپ توکلاً علی اللہ گھر سے باہر نکلے۔ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہ اس وقت ان کفار پر جو نہایت بے تابی سے آپ کے گھر سے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے ایسی غفلت طاری ہوئی۔ کہ آپ ان کے بیچ سے ہو کر نکل آئے مگر ان کو خبر تک نہ ہوئی۔ آپ مکہ کے گلی کوچوں میں سے بعجلت گزر کر باہر نکل گئے ؛

غارِ ثور میں رہائش

حسب قرارداد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آن ملے۔ اور پھر غار ثور میں جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔ پہنچ گئے یہ غار آج بھی بدستور موجود ہے۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ جانے لگے تو لکھا ہے۔ آپ نے حسرت بھری نگاہوں سے مکہ کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ کہ تو مجھ کو ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے فرزند مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔

کفار کی طرف سے تعاقب

صبح کے وقت قریش کو جب حقیقت کا علم ہوا۔ تو وہ بہت جھلائے۔ اور اعلان عام کر دیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گرفتار کرنیوالے کو سو اونٹ بطور انعام دیا جائیگا۔ اس لالچ کی وجہ سے بہت سے لوگ آپ کی تلاش میں نکلے۔ اور خود رؤسائے مکہ بھی سراغ لگاتے لگاتے عین غار ثور کے منہ پر پہنچ گئے۔ اور سراغ رساں نے اپنا فیصلہ دیدیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا تو یہاں ہی ہیں۔ اور یا پھر آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ ایک نے غار کو دیکھنے کی تحریک بھی کی۔ مگر جسے خدا رکھے۔ اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے انہی میں سے دوسرا بولا۔ ہوش کرو۔ بھلا یہ غار بھی اس قابل ہے کہ کوئی آدم زاد اس میں پناہ لے سکے۔ غرضیکہ وہ لوگ وہیں سے واپس ہو گئے۔ اور کسی کو اتنی توفیق نہ ہوئی۔ کہ ذرا جھانک کر دیکھ لے۔ حالانکہ وہ اس قدر قریب پہنچ چکے تھے۔ کہ اندر سے ان کے پاؤں صاف نظر آ رہے تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لئے کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ نہ لیں۔ قدرے تشویش اور گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا تحزن ان اللہ معنا ؛

غارِ ثور سے روانگی

دنیا کا یہ بے نظیر اور بلند مرتبت انسان اپنے رفیق صادق کے ساتھ تین روز تک اس غار میں چھپا رہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ رات کے وقت بکریوں کا دودھ پہنچا جاتا۔ اور ان کے فرزند عبداللہ قریش کی سرگرمیوں کی اطلاع دینے رہتے تین دن کے بعد جب یہ معلوم ہوا۔ کہ قریش کی دوڑ دھوپ میں کمی آ گئی ہے اور وہ ایک حد تک مایوس ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ تو چوتھے روز بوقت شب یہ یدولد آدم مع اپنے یار غار۔ غار سے باہر نکلے ایک کافر مگر قابل اعتماد شخص عبداللہ بن اریقط کی خدمات بطور راہ نما اجرت پر حاصل کر لی گئی تھیں۔ القصواء نامی اونٹنی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور دوسری پر حضرت ابوبکر اور ان کا غلام عامر بن فہیرہ۔

کفار مکہ کی طرف سے چونکہ کلی اطمینان نہ تھا اس لئے عمداً غیر معروف راستہ اختیار کیا گیا۔ اور یہ مختصر سا قافلہ برابر ایک دن اور ایک رات چلتا رہا۔ اگلے روز جب گرمی زیادہ ہو گئی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑے پتھر کے سایہ میں کچھ دیر آرام کیا۔ اور آفتاب ڈھلنے کے ساتھ ہی دوبارہ روانہ ہو پڑے ؛

سراقہ کا واقعہ

ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اپنے تعاقب میں آتے دیکھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے آگاہ کیا۔ مگر اس پیکر صدق و صفا اور مجسمہ استقلال نے فرمایا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے اس تعاقب کرنیوالے سراقہ بن مالک کا اپنا بیان ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سکون قلب کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب میں قریب پہنچا۔ تو اچانک میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ اور گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ تیر نکال کر فال لی۔ تو معلوم ہوا آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ مگر سو اونٹ کا لالچ بھی کم نہ تھا۔ پھر آگے بڑھا۔ تو گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ اس پر اسے ہوش آ گیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ میں واپس جاتا ہوں۔ آپ مجھے امن کی سند لکھ دیں۔ اور اس کے بدلے میں میں ہر اس شخص کو جو آپ کے تعاقب میں آ رہا ہو گا۔ واپس کر دونگا۔ چنانچہ آپ کے حکم سے عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر اسے سند لکھ دی اور جب وہ واپس ہونے لگا۔ تو فرمایا سراقہ تیرا کیا حال ہو گا۔ جب تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا۔ اور کسریٰ کے کنگن مال غنیمت میں آئے تو حضرت عمر نے سراقہ کو بلا کر جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گیا تھا پہنائے

یہ ہیں وہ مختصر سے حالات جو رحمۃ للعلمین کو مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے جانے کے متعلق پیش آئے۔ اور اس طرح کفار مکہ اپنی شرارتوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے اس نور سے محروم ہو گئے جو انہیں دین و دنیا کی کامیابی کی راہ دکھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے نازل کیا تھا اور آخر اس کا خمیازہ بھی انہیں بھگتنا پڑا ؛

تحقیق الادیان

مسئلہ قدامتِ روح و مادہ کا ابطال

آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ کہ پرمیشور کی ازلیت کے ساتھ روح و مادہ بھی برابر کے شریک ہیں جسطرح یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ خدا کی کب ابتدا ہوئی۔ کیونکہ وہ ازل سے ہے اسی طرح روح و مادہ کی تخلیق کا دعویٰ بھی آریہ سماج کے نزدیک بے بنیاد ہے۔ مگر اسلامی نقطۂ نگاہ اس سے بالکل متضاد ہے اسلام حقیقی وحدانیت کی تعلیم دیتے ہوئے روح و مادہ کے مخلوق ہونے کا قائل ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی ازلی قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ازلیت کیساتھ روح و مادہ کو بھی شریک ٹھہرایا جائے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کے متعلق شرک فی الذات اور شرک فی الصفات کا ارتکاب لازم آتا ہے۔ اور شرک نہ صرف اسلامی تعلیم کے ماتحت بلکہ ہر مذہب کے نزدیک نہایت معیوب امر ہے۔ پس قدامتِ روح و مادہ کا عقیدہ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ مگر آریہ سماجی اس عقیدہ کو "مدارِ نجات" سمجھتے اور اس پر یقین رکھنا مذہبی فریضہ تصور کرتے ہیں۔ اس وقت ہم آریہ سماجی مسلمات کی رو سے ہی روح و مادہ کی ازلیت کا باطل ہونا پیش کرتے ہیں۔

رگوید کے حوالے

رگوید منڈل ۱۰ سکوت ۴۸ منتر ۱ میں لکھا ہے:۔

"ایشور پر ماتما سب کو ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ اے انسانو! میں ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہوں۔ میں جگت کی پیدائش کا قدیم مالک ہوں۔ تمام مال و دولت پر غالب اور اس کا بخشنے والا ہوں"

یہ منتر وضاحتاً ظاہر کر رہا ہے کہ صرف پرماتما کی ذات ہی ایسی ہے۔ جو سب سے پہلے تھی۔ اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ اس سے قدامت روح و مادہ کی نفی ثابت ہے۔ یہ ترجمہ کسی اور کا نہیں۔ بلکہ خود بانیٔ آریہ سماج کا ہے۔

ایک اور جگہ وید میں آتا ہے:۔

"جس وقت یہ ذروں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اس وقت یعنی کائنات سے پہلے اَست یعنی شونیہ آکاش بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کا کاروبار نہ تھا۔ اس وقت ست (پرکرتی و مادہ) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جس کو ست کہتے ہیں۔ وہ بھی نہ تھی۔ اور نہ پرمانوں (ذرات) تھے۔ ورات (کائنات) میں جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اس وقت صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر بے علت ہے۔ موجود تھی۔" (رگوید)

اس حوالہ میں تو بالکل کھلے الفاظ میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ پیدائش عالم سے پہلے نہ آکاش تھا۔ نہ ذرات اور نہ ہی پرکرتی تھی۔ اگر تھی تو صرف خدائی قدرت اور سامرتھ۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کسی اور ثبوت کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ جو روح و مادہ کے حدوث پر دلالت کرے۔ یہ ترجمہ بھی سوامی دیانند جی کا اپنا کیا ہوا ہے۔ دیکھئے رگویدادی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ

یجروید کے حوالے

پھر یجروید میں لکھا ہے:۔

"اس پرمیشور نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کے لئے پانی سے اس کو لیکر مٹی کو بنایا۔ اسی طرح آگ کے رس سے پانی کو پیدا کیا۔ اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی (یعنی مادہ) سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا"

(یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۷)

یہ حوالہ بھی روح و مادہ کے انادی ہونے کی تردید کر رہا ہے

ایک اور جگہ آتا ہے:۔

"جو موکش (نجات) ہے اس کا دینے والا ایک ہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ سو پرمیشور یعنی زمین وغیرہ کے ساتھ محیط ہو کر قائم ہے۔ اور اس سے الگ بھی۔ - - - - - - - کیونکہ اس میں پیدائش وغیرہ کا روبار نہیں۔ اور وہ اپنی سامرتھ یعنی قدرت سے سب دنیا کو پیدا کرتا ہے۔ اور آپ کبھی جنم نہیں لیتا"

(یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۲)

یہ منتر بھی پیدائش عالم کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

اسی طرح لکھا ہے۔

"اس پرش (ایشور) کی غائت درجہ قدرت ہی اس دنیا کے بنانے کا مصالحہ (مواد) ہے۔ کہ جس سے یہ سب دنیا پیدا ہوئی ہے۔ پرمیشور سب کا فائدہ چاہنے والا ہو کر اس دو قسم کی دنیا کو کئی طرح سے امر صحیح و مسیح کرتا ہے۔ وہ ایشور اس دنیا کا بنانے والا دنیا میں محیط ہو کر دیکھ رہا ہے"۔ (یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۴)

اگر آریہ سماجی دوست ان حوالجات پر غور کریں۔ تو انہیں نظر آجائے۔ کہ ویدک تعلیم کیا ہے۔ اور وہ کس قسم کے منگھڑت عقائد اختیار کئے ہوئے ہیں۔

شاستروں کے حوالے

ویدوں کے علاوہ شاستروں سے بھی روح و مادہ کی قدامت کا عقیدہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے:۔

"اس کائنات سے پیشتر محیط کل پرمیشور ہی تھا"

(بحوالہ شت پتھ براہمن منقول از بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۵۳)

"اس سے پہلے یہ (کائنات) کچھ بھی نہ تھی۔ (بھومکا اردو صفحہ ۵۳)

"اس کائنات سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا۔ اور کوئی دوسری چیز نہ تھی" (ایضاً بھومکا)

پھر لکھا ہے:۔

"یقیناً یہ برہم (ایشور) ہی پہلے اکیلا تھا۔ وہ خود ایک ہی تھا اس نے دیکھا۔ کہ اگرچہ میں عظیم اور پوجا کے لائق ہوں۔ تب بھی میں ایک ہی ہوں۔ اس لئے میں اپنے سے اپنی ہی مانند دوسرا دیو بناؤنگا بعد ازاں اس نے تپ (ریاضت) کی۔ تکالیف برداشت کیں اور تڑاپ کیا جس کے باعث اس کے ماتھے پر پسینہ کی بوندیں آگئیں اس پسینے سے اسے بڑی خوشی ہوئی۔ اس کے بعد اس نے بہت ہی محنت کی۔ اور بہت ہی تکالیف و مصائب برداشت کئے۔ اور بڑا بھاری تپ کیا۔ جس سے اس کے بدن کے روئیں روئیں سے الگ الگ پسینہ کی دھاریں بہنے لگ گئیں۔ ان دھاروں کو دیکھ کر اسے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور اس نے کہا۔ کہ میں اپنے پسینہ کی دھاروں سے دنیا کو پیدا کرونگا۔ (بعد ازاں انہی دھاروں سے دنیا پیدا کر دی)

(گوپتھ براہمن پرپاٹھک صفحہ ۱)

اگرچہ یہ حوالہ اس لحاظ سے نہایت عجیب و غریب ہے کہ اس میں ایشور کا خلاف عقل نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ایشور پہلے اکیلا تھا کوئی اور چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔

ایک اور حوالہ یہ ہے۔

"شروع میں یہ صرف آتما (خدا) ہی تھا۔ وہ پُرش کیطرح تھا۔ اس نے اپنی چاروں طرف دیکھ کر اپنے سوا اور کچھ نہ دیکھا۔ اس نے پہلے یہ کہا۔ اس لئے اس کا نام میں ہوا۔" (برہدارنیک اپنشد ترجمہ پنڈت راجا رام صاحب)

اسلامی توحید

یہ بتانے کے بعد کہ ویدک دھرم میں بھی روح و مادہ کو ازلی نہیں قرار دیا گیا۔ مختصر طور پر یہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام نے کس طرح اللہ تعالیٰ کی کامل توحید اور اس کے سوا باقی تمام چیزوں کے اس کی مخلوق ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار۔ اللہ ہی ہے جو ہر چیز کا خالق ہے اور اسی کا تمام چیزوں پر کامل غلبہ اور تصرف ہے۔ اس چھوٹی سی آیت میں ان لوگوں کے خیالات کی نہایت ہی اعلیٰ طور پر تردید کی گئی ہے جو خدا کے سوا کسی اور چیز کو ازلی سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ اس قسم کا عقیدہ اللہ کی توحید اور اس کی وحدانیت کے صریح خلاف ہے۔ اس کی وحدانیت اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے جب کوئی چیز بھی اس کی مخلوق ہونے سے باہر نہ ہو۔ اور وہ سب چیزوں کا خالق و مالک ہو۔ پس اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل دی۔ اور اس کی صداقت لفظ قہار میں بیان فرمائی یعنی ہر چیز پر اسی کا کامل غلبہ اور تصرف ہے۔ یہ تصرف اور غلبہ بھی اسی امر کو ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ ان کو پیدا کرنے والا ہے۔ کیونکہ اگر پرمیشور نے روح و مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ تو روح و مادہ پر اس کے غلبہ اور تصرف کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کسی چیز پر کسی کا تصرف تین ہی طریق سے ہو سکتا ہے۔ (۱) یا تو وہ چیز اسے ورثہ میں ملے (۲) یا کسی دوسرے سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لے ..

مراسلات

چیلنج مناظرہ کے متعلق عیسائیوں کا فرار

چند روز ہوئے ہیں۔ میں نے ایک غیر جانبدار کی حیثیت سے ایک مضمون بعنوان "مکتوب مفتوح" بنام پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے۔" بغرض اشاعت اخبار الفضل اور اخبار نور افشاں کو بھیجا۔ جو ایڈیٹر اخبار الفضل نے ۲۷ جون کو شائع کر دیا۔ لیکن ایڈیٹر اخبار نور افشاں کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس مضمون کو شائع کرے۔ البتہ جب مضمون اخبار الفضل میں شائع ہو گیا اور اس کے نیچے یہ نوٹ بھی شائع ہو گیا۔ کہ اس مضمون کی ایک کاپی ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں کو بغرض اشاعت بھیجی گئی ہے۔ تو ایڈیٹر صاحب نے مجبور ہو کر مُہر سکوت توڑی۔ حالانکہ میرا خط ان کو ۷ ارجون کو پہنچ چکا تھا۔ پھر بھی میدان مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور کسی سیف الدین خان صاحب کے نام سے ۱۰ جولائی کے اخبار نور افشاں میں ایک مضمون بعنوان "عیسائیوں کا چیلنج اور قادیانیوں کی بدحواسی" شائع کیا۔ اور مجھ پر یہ الزام لگایا۔ کہ یہ مضمون کسی اور کا ہے۔ اور کتابت کی چند مفروضہ غلطیاں نکالکر میری کم علمی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ حالانکہ فاضل مضمون نگار اردو کی شکستہ عبارت پڑھنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے۔

میں نے اپنے مضمون میں عیسائیوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ فریقین کے لئے شرائط مساوی ہونے چاہئیں۔ اگر عیسائی احمدیوں کا نمائندہ خود مقرر کرتے ہیں۔ تو انہیں احمدیوں کو بھی یہ حق دینا چاہیئے۔ کہ وہ عیسائیوں کا نمائندہ مقرر کریں۔ ورنہ ہر فریق کو حق حاصل ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنا نمائندہ خود مقرر کرے۔ لیکن بجائے اس کے کہ اس مبنی بر انصاف اصول پر غور کرتے یا اس اصول کی تغلیط کرتے۔ فاضل مضمون نگار نے اِدھر اُدھر کی باتوں میں الجھنا شروع کر دیا۔ آجا کر اس بات پر پیچ و تاب کھایا ہے۔ کہ میں نے بار ایسوسی ایشن کا لفافہ کیوں استعمال کیا۔ نامعلوم فاضل مضمون نگار کو اس لفافہ کے استعمال سے کیا تکلیف ہوئی۔ شاید ان کا روپیہ بار ایسوسی ایشن پر صرف ہو رہا ہے۔ مگر میں ان کی اس تکلیف کو بھی رفع کرنے کے لئے مطلع کرتا ہوں۔ کہ خط لکھنے کے روز میں کچہری میں تھا۔ اور میرے ایک وکیل دوست نے مجھے یہ لفافہ دیا تھا۔ فرمائیے اب کیا اعتراض ہے۔ اور کیا بار ایسوسی ایشن کے لفافہ کے استعمال سے نفسِ مضمون پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو ایسا اعتراض کرنا سوائے ٹال مٹول کے اور کیا ہے۔ فاضل مضمون نگار باوجود کوشش بلیغ کے ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ کی ڈگری معلوم نہیں کر سکے۔ حالانکہ اگر وہ کسی ہومیو پیتھک ڈاکٹر کے پاس چلے جاتے۔ تو ان کی تکلیف رفع ہو جاتی۔ اور ان کو یہ علم ہو جاتا۔ کہ یہ ڈگری کیسی ہے۔

میرے مضمون کی اصل غرض تو یہ تھی۔ کہ پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے اس پر غور کریں۔ اور مساوی شرائط پر مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر وہ خاموش ہیں۔ اور ان کی خاموشی سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ لیکن ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں سیف الدین خان صاحب کے پردہ میں بول اُٹھے۔ اور وہ اصل مطلب کی طرف نہ آئے۔ اس سے حق پسند یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں۔ کہ عیسائی حیلہ بہانہ سے فرار کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ مساوی طور پر شرائط منظور کریں۔ بے جا طور پر اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کی طرف سے امام جماعت احمدیہ مقابلہ پر آئیں۔ جو سراسر انصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ بات مسلمہ ہے۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو نہ صرف تمام ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کے واجب الاطاعت ہونے کی حیثیت سے وہ پوزیشن حاصل ہے۔ جو موجودہ زمانہ کے کسی مذہبی رہنما کو حاصل نہیں۔ اور ان کے مقابلہ پر بلانے کے لئے کوئی ان کا ہم مرتبہ ہونا چاہیئے۔ نہ کہ پادری سلطان محمد صاحب پال جن کو کوئی عیسائی بھی واجب الاطاعت لیڈر نہیں سمجھتا۔ ہاں اگر تمام دنیا کے عیسائی پادری سلطان محمد صاحب پال کو بطور اپنا نمائندہ پیش کریں۔ تو پھر میرے خیال میں امام جماعت احمدیہ کو بھی مقابلہ پر آنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ سید محمد شریف صاحب کو جماعت اہلحدیث نے اپنا امیر مقرر کر کے امام جماعت احمدیہ کو مباہلہ کرنے کیلئے چیلنج دیا ہے۔ جس پر امام جماعت احمدیہ نے کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا۔ اور چیلنج منظور کر کے شرائط مباہلہ کا تصفیہ ہو رہا ہے۔

اسی طرح اگر عیسائی بھی حقیقی طور پر مناظرہ کے خواہشمند ہوتے تو اب تک مساوی شرائط قبول کر لیتے۔ ان کے لیت و لعل سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنی چیلنج پر پشیمان ہیں۔ اور حیلے بہانے فرار کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں پشیمان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صاف طور پر اعلان کر دیں۔ کہ غلطی سے چیلنج دے چکے ہیں۔ اور مناظرہ کی جرأت نہیں رکھتے۔ میرے خیال میں قادیانی جماعت انہیں مجبور نہ کریگی۔ اور خوشی سے فرار ہونے کی اجازت دیدیگی۔ ورنہ حق پسند لوگ انہیں فرار نہ ہونے دینگے۔ بلکہ چیلنج کے مطابق مناظرہ کے لئے مجبور کرینگے۔ عیسائیوں نے فرار ہونے کی اب تک بہت کوشش کی ہے۔ مگر ابھی تک انہیں کوئی راستہ نہیں ملا۔

(خاکسار۔ ڈاکٹر میر نعیم اللہ شیدا ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ گوجرانوالہ)

جناب پادری برکت اللہ صاحب

کچھ عرصہ سے اخبارات "نور افشاں" لاہور اور "الفضل" قادیان میں آپ کے چیلنج کے متعلق مضمون نکل رہے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے جو نتیجہ میں اخذ کر سکا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے کچھ عرصہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا تھا۔ کہ آپ کی طرف سے سلطان محمد پال صاحب مناظر ہونگے۔ لیکن جماعت احمدیہ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ اپنا مناظر خود حضرت امام جماعت احمدیہ کو پیش کریں۔ آپ کی اس شرط کے متعلق میں چند سطور مخلصانہ طور پر سپرد قلم کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے۔ آپ ٹھنڈے دل سے ان پر غور فرما کر رہین منت فرمائینگے۔

مناظرہ کا موضوع حیات مسیح و صداقت مرزا صاحب ہے۔ یعنی سادہ لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ مناظرہ کا موضوع عیسائیت اور احمدیت کی صداقت کی جانچ ہے۔ جب معاملہ یہ ہو تو آپ کی طرف سے کسی مناظر کی تخصیص یا تعیین کی شرط پیش کرنا معقول معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ مناسب ہے۔ کہ ہر دو فریق کو پوری پوری آزادی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ حسب منشاء خود جسے چاہیں پیش کریں۔ آپ کی شرط اور بھی غیر معقول ہو جاتی ہے۔ جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آپ اپنے لئے تو خود حسب منشاء آدمی چن لیتے ہیں۔ اور دوسرے فریق کے لئے بجائے ان کو موقع دینے کے وہ بھی خود مقرر کرتے ہیں۔ یہ انصاف اور معقولیت سے کوسوں دور ہے۔ "ہر چہ بر خود نپسندی بر دیگراں مپسند"۔ مقابلہ سلطان محمد پال صاحب اور امام صاحب جماعت احمدیہ کی شخصیتوں کا نہیں۔ بلکہ عیسائیت اور احمدیت کا ہے۔ اس لئے آپ کو یا کسی اور شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ عیسائیت اور احمدیت کو انہی دو حضرات تک محدود کر دیں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے۔ کہ آپ ضرور مناظرہ کریں۔ مگر جس طرح آپ نے اپنا نمائندہ خود منتخب کیا ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ بھی اپنا نمائندہ خود مقرر کرے۔ ورنہ اگر آپ بدستور اپنی ضد پر اڑے رہے۔ تو دنیا یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہوگی۔ کہ آپ مناظرہ سے گریز کرتے ہیں۔

(خاکسار۔ راجہ سیف علی خان اہل سنت والجماعت از سرگودھا)

ڈیری کے متعلق تعلیم کا انتظام

پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں امسال یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء سے ۱۴ مارچ ۱۹۳۲ء تک ڈیری کی تعلیم کے متعلق ایک ششماہی ورنیکلر نصاب کا انتظام کیا جائیگا۔ کوئی فیس نہیں لی جائیگی۔ نصاب مذکورہ کے داخلہ کیلئے کم سے کم معیار قابلیت پنجاب یونیورسٹی کا امتحان میٹریکلیشن ہوگا۔ جماعت میں دس طلباء لئے جائینگے۔ جو درخواست کرنیوالوں کی فہرست میں سے منتخب کئے جائینگے۔ طالبعلموں کو اپنی اقامت کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ نصاب کے داخلہ کیلئے درخواستیں ۱۵ ستمبر ۱۹۳۱ء تک صاحب پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور کے نام روانہ کرنی چاہئیں۔ نصاب مذکورہ کے متعلق قواعد و ضوابط اور درخواست کے فارم صاحب پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور سے درخواست کرنے پر …

فتح جنگ کوآپریٹو سوسائیٹیز کا سالانہ جلسہ

فتح جنگ کوآپریٹو سوسائیٹیز کا سالانہ جلسہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء کو چھ بجے دن کے شروع ہو کر رات کے دو بجے بخیر و خوبی ختم ہوا۔

راجہ محمد نواز خاں صاحب انسپکٹر کی سعی و کوشش اس موقعہ پر خاص شکریہ کے قابل ہے۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق اور حضور کے اس مضمون کے مطابق جو کہ لائل پور میں پڑھا گیا تھا۔ زمینداروں کو جو کہ تحصیل کے ہر ایک حصہ سے بہت بڑی تعداد میں شامل جلسہ ہوئے تھے۔ عمل کرنے کی تاکید کی۔ اور ان کے ذہن نشین کیا کہ جب تک زمینداران ہدایات پر عمل نہ کریں گے ان کی حالت کا سدھرنا مشکل ہے۔ زمینداروں نے ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔

جلسہ میں لفٹیننٹ محمد نواز خاں ریاست کوٹ فتح خان۔ قاضی نذیر احمد صاحب پلیڈر راولپنڈی۔ ملک اکبر خان ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر خاص طور پر قابل ذکر اور شکریہ کے قابل ہیں۔

مسلمان زمینداروں کو موجودہ وقت کی حالت سے آگاہ کیا گیا۔ اور بتلایا گیا کہ جب تک وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر عمل نہ کریں گے۔ اس مصیبت سے ان کا چھوٹنا مشکل ہے۔

رات کو زمینداروں کی حالت سدھارنے کے متعلق ایک ڈرامہ طلباء سکول نے کیا۔ خدا کے فضل سے زمینداروں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ گر گئے۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔

محمد افضل خان احمدی

گورنمنٹ ہائی سکول خوشاب میں مسلم آزاری

گورنمنٹ ہائی سکول خوشاب جو افسروں کی مہربانی سے آریہ سکول بنا ہوا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی حق تلفی کے علاوہ ان کی مذہبی اور اخلاقی توہین کا بھی کوئی پہلو فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ موجودہ صورت جس نے مسلمانوں کو سخت بے چین کر دیا ہے جو ان کی مذہبی اور قومی تذلیل ہے۔ اور جسے سن کر کوئی ذی حس انسان چین کی نیند نہیں سو سکتا۔ وہ یہ ہے کہ ہیڈ ماسٹر صاحب برج لال کوہلی ایم۔ اے۔ بی ٹی کو احاطہ مدرسہ میں ٹینس گراؤنڈ بنانے کا شوق پیدا ہوا۔ انہوں نے ایک سکھ ماسٹر کو ٹھیکہ دے کر کام شروع کرا دیا۔ مزدور تمام ہندو چمار لگائے گئے۔ مگر پانی جبراً مسلمان لڑکوں سے بھروایا گیا۔ مزید برآں وہ تمام گھڑے جو مسلمان لڑکوں اور بچوں کے پانی پینے کیلئے مدرسہ میں تھے۔ وہ چمار مزدوروں کے حوالہ کئے گئے۔ جن میں وہ ایک پاس کے جوہڑ سے ناپاک اور پیشاب آلود پانی بھر کر مٹی میں ڈالتے رہے۔ مسلمانوں نے ماسٹر صاحب کو نہایت نرمی سے سمجھایا۔ کہ یہ مسلمانوں کے پانی پینے کے گھڑے ہیں۔ ان کو کیوں خراب کر رہے ہو۔ ہندوؤں کے کیوں نہیں لیتے تو انہوں نے ڈانٹ کر جواب دیا۔ تمہارا کوئی واسطہ نہیں۔ میں ہیڈ ماسٹر صاحب کے حکم کے مطابق کر رہا ہوں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو انہوں نے اس سے بھی زیادہ ڈانٹ بتائی۔ اور دھمکی دی کہ میں ریکارڈ خراب کر دونگا۔ اور عملاً بھی مسلمانوں کے خلاف تجویزیں کرنے لگ گئے۔ ہندوؤں کے ذریعہ مشہور کر دیا کہ انسپکٹر صاحب میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں ان تمام مسلمانوں کی جڑ اکھیڑ دوں گا۔ مسلمان غریب بحالت بے بسی خاموش رہے۔ اور پانی پینا بند کر دیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اپنے غرور میں مست رہے۔ کہ پئیں یا نہ پئیں یہی پانی ہے۔ آخر مجبور ہو کر مسلمان لڑکوں نے اجازت طلب کی۔ کہ ہم خود اپنی قیمت سے گھڑے لا کر رکھ سکتے ہیں۔ آپ ہمیں پلید پانی نہ پلائیں۔ پہلے انہیں بھی ڈانٹا گیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ اب ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ تو گھڑے منگائے گئے۔ اس واقعہ سے مسلمانان خوشاب سخت بے چین ہیں اور مجرمین کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے۔ افسران بالا کی انصاف پرستی کے منتظر ہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ اس واقعہ کی تحقیق کی جائے اور بعد تحقیق مجرمین کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ (تیس کے قریب مسلمان معززین کے نام)

سری گوبند پور ہائی سکول اور مسلمان

سری گوبند پور ڈی بی ہائی سکول کو قائم ہوئے گیارہ بارہ سال کا عرصہ گزرتا ہے اس تمام عرصہ میں کبھی بھی سکول میں کسی مسلمان ہیڈ ماسٹر کو مستقل طور پر نہیں لگایا گیا۔ ہیڈ ماسٹر تو در کنار سینئر سٹاف میں بھی مسلمانوں کا عنصر بہت ہی کم رہا ہے جس کا نتیجہ وہی ہوا ہے۔ جو ایسی حالت میں ہوا کرتا ہے۔ یعنی مسلمان طلباء کی طرف نہ صرف بے توجہی بلکہ ان کو حتی الوسع نقصان پہنچانا۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ ان کو سکول میں داخل ہونے سے باز رکھنا۔ باوجود اس کے کہ گرد و نواح کے دیہات میں مسلمان نصف سے زیادہ کی آبادی رکھتے ہیں اور خود سری گوبند پور شہر میں بھی ان کی آبادی نصف کے قریب ہے۔ اس وقت بھی مسلمان طلباء کی تعداد چھ میں سے ایک کی نسبت رکھتی ہے۔ جو بہت ہی حوصلہ شکن ہے اور اس کی بڑی وجہ ہندو اساتذہ کی بے توجہی اور لاپرواہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب محکمہ کا یہ فرض ہے کہ تعلیم کو عام کیا جائے۔ اور جو قومیں تعلیم میں پیچھے ہیں۔ ان کو اٹھایا جا سکے۔ اور جب محکمہ تعلیم کو علم بھی ہے۔ کہ جب تک ہندو راج تعلیم کے محکمہ اور درسگاہوں میں قائم رہے۔ مسلمان بنتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ تو پھر باوجود گیارہ سال گزر جانے کے کسی مسلمان ہیڈ ماسٹر کو مستقل طور پر کیوں نہیں لگایا جاتا تاکہ وہ مسلمانوں کے اٹھانے کی کوشش کرے۔ یہ تو ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ محکمہ تعلیم کو قابل مسلمان اساتذہ نہیں مل سکتے۔ مگر افسوس اس امر کا ہے کہ باوجود قابل اساتذہ ملنے کے اور باوجود سالہا سال کی حق تلفی کے اس طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ ہمارا خیال تھا کہ خان بہادر شیخ نور الہٰی صاحب انسپکٹر مدارس اس طرف توجہ فرمائیں گے مگر بعض واقعات نے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہندوؤں اور سکھوں سے اس قدر مرعوب ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کے جائز مفاد کی حفاظت کرنا تو درکنار وہ اپنی جان بچانے کے لئے یا جھوٹی نیک نامی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ جو ایک سخت خطرناک امر ہے ہندو علانیہ جو چاہیں کریں۔ قواعد تعلیم کو کھلے طور پر پامال کریں۔ انسپکٹر صاحب کوئی باز پرس نہیں کرتے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کو پامال ہوتے دیکھا کریں۔ اور خاموش رہیں۔

اسی ضمن میں یہ ذکر دینا غیر ضروری نہیں ہوگا کہ موجودہ سیکنڈ ماسٹر صاحب جو مسلمان ہیں ان کے حقوق کی طرف ذمہ دار حکام کو توجہ کرنی چاہیئے۔ گذشتہ سال جب کہ ڈی بی سکول سری گوبند پور ایک سخت طوفان میں سے گذر رہا تھا تو ان ہی مسلمان سیکنڈ ماسٹر صاحب کی سعی سے جن کو عارضی طور پر ہیڈ ماسٹر لگایا گیا تھا۔ سکول ورطہ ہلاکت سے نکلا تھا اور ان کی ان خدمات کو دیکھتے ہوئے ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر مارسٹن نے بڑے زور سے سفارش کی تھی۔ کہ ان کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے انسپکٹر صاحب کو چاہیئے

کہ ان کو مستقل طور پر ہیڈ ماسٹر لگادیں۔ مگر نہ معلوم مسلمان انسپکٹر صاحب کیوں ہندوؤں سے اس طرح خائف ہو رہے ہیں۔ کہ پھر ایک اور ہندو کو وہاں ہیڈ ماسٹر لگادیا۔ اور پہلا ہندو ہیڈ ماسٹر نا قابلیت کی وجہ سے وہاں سے تبدیل کر دیا گیا۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ جس شخص نے سکول کو تباہی سے بچایا تھا۔ اسی کے سپرد اسے ترقی دینے کا انتظام کیا جاتا۔ بہرحال ہم ہیڈ ماسٹر مسلمان چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کر سکے پس انسپکٹر صاحب لاہور ڈویژن۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع اور وائس پریذیڈنٹ صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ۔ اور محکمہ تعلیم کی توجہ ہم اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کہ ایک مستقل مسلمان ہیڈ ماسٹر یہاں کافی عرصہ کے لئے لگایا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کو جو نقصان پہنچ چکا ہے۔ اس کی کسی حد تک تلافی ہو سکے۔ ساتھ ہی ہم حکام کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اب اگر مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا گیا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اور مسلمان خاموش نہیں بیٹھیں گے انسپکٹر صاحب بہادر لاہور ڈویژن خاص طور پر نوٹ فرمالیں (نامہ نگار)

ندائے ایمان نمبر ۳

ا فــرد

خطبہ جمعہ ۲۷ مارچ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تبلیغی اشتہار ندائے ایمان نمبر ۲ جس میں اسلام کی زندگی کا ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دیا گیا ہے۔ دو ماہ ہوئے شائع ہو چکا ہے لیکن اسوقت تک پہلے تبلیغی اشتہار ندائے ایمان کے مقابلہ میں اس کی اشاعت نصف بھی نہیں ہوئی۔ پہلا اشتہار احباب کی کوشش اور سعی سے ۷ ہزار شائع ہوا تھا۔ اس لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ بعد کے اشتہار بھی کم از کم اتنی تعداد میں ہی تقسیم کئے جاتے۔ کیونکہ اس سلسلہ تبلیغ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تاکیدی ارشاد تھا۔ کہ جن لوگوں کو پہلا اشتہار دیا جائے انہیں بقیہ اشتہارات بھی ضرور پہنچائے جائیں۔ تاکہ تبلیغ کی جو ترتیب ان میں مدنظر رکھی گئی ہے اس سے مستفیض ہو سکیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک نمبر ۲ اشتہار ۳۵ ہزار کی تعداد میں بھی تقسیم نہیں ہوا۔ احباب کو اسطرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیئے اور بہت جلد اشتہار نمبر ۲ منگا کر تقسیم کرنا چاہیئے جس کی فی سینکڑہ ۸ر قیمت ہے۔ جو نقد وصول ہونے پر یا بذریعہ وی پی منگانے پر بھیجے جاتے ہیں۔ ٹکٹ بھیج کر بھی احباب منگا سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۲۷ مارچ کا خطبہ جمعہ جسے بطور ٹریکٹ شائع کرنے کے لئے احباب نے بہت اصرار سے مطالبہ کیا تھا چھپ چکا ہے مگر ابھی بھی خاطر خواہ اشاعت نہیں کی گئی۔ اور اس کی خاصی تعداد دفتر میں موجود ہے۔ اس کی قیمت فی کاپی دو پیسے اور فی سینکڑہ اڑھائی روپے ہے احباب یہ دونوں ٹریکٹ بہت جلد دفتر دعوت و تبلیغ قادیان سے منگوا کر مسلمانوں میں تقسیم کریں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— کلکتہ میں بھولا ناتھ مصنف "پرا چین کہانی" کے قتل کے سلسلہ میں دو پنجابی مسلمان نوجوانوں کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا اس کا ۲۰ جولائی جسٹس لورٹ ولیمز نے فیصلہ سنا دیا۔ ہر دو ملزمین کو سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ خاص جیوری جو آٹھ انگریزوں اور ایک مسلمان پر مشتمل تھی۔ سوائے ایک رکن کے اس فیصلہ میں جج کے ساتھ متفق الرائے ہو گئی ؛

—— شملہ۔ ۲۰ جولائی۔ وزیر اعظم برطانیہ نے گول میز کانفرنس کی فیڈریشن کمیٹی کے ارکان نامزد کر کے انہیں ۵ ستمبر کو اجلاس کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت دیدی ہے۔ گذشتہ کانفرنس کے نمائندوں کے علاوہ گاندھی جی اور پنڈت مدن موہن مالویہ نئے ممبروں کا اضافہ کیا گیا ہے ؛

—— پدوکوٹہ ریاست میں کروں نے ۱۵ جولائی کے فساد سے جرأت پا کر دو تین سو کی تعداد میں پدوکوٹہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر انذراکولم پر جو مسلمانوں کا ایک گاؤں ہے حملہ کر دیا۔ اور بہت سے مکان لوٹ لئے۔ ان مکانات کے مالک زیادہ تر مسلمان ساہوکار تھے۔ حملہ آور بہت سا سامان بھی نکال کر لے گئے۔ جس میں پرامیسری نوٹ بھی کثرت سے تھے۔ جو مال ومتاع لوٹا گیا اس کا اندازہ دو لاکھ تک لگایا گیا ہے اس میں بیش قیمت دستاویزیں بھی ہیں جنہیں ڈاکوؤں نے جلا دیا۔ پولیس پہ پنجابی رجمنٹ کی ایک پلاٹون ساتھ لے کر موقع واردات پر پہنچ گئی۔ اب تک چون گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔ ؛

—— لنڈن۔ ۱۸ جولائی۔ گورنمنٹ نے جو چھ لاکھ پونڈ کا بجٹ تیار کیا ہے اس میں گول میز کانفرنس کے لئے بھی ۵۰ ہزار پونڈ شامل ہیں۔ اتنی ہی رقم ہندوستان کو اس مد میں ادا کرنی ہو گی ؛

—— پٹنہ۔ ۱۲ جولائی۔ مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ اور ایگزیکٹو بورڈ کا اجلاس ۸ اگست بمقام الہ آباد منعقد ہو گا۔ جس میں دیگر معاملات کے علاوہ اس اہم صورت حالات پر بھی غور کیا جائے گا جو حکام کشمیر کے جبر وتشدد اور مسلمانوں سے بدسلوکی کی وجہ سے اس ریاست میں پیدا ہو رہی ہے۔ تا کہ بے کس مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے کوئی مؤثر ذرائع تلاش کئے جائیں ؛

—— اشتراکیوں کے مشہور ہندوستانی راہنما مسٹر ایم این رائے جو حال ہی میں جرمنی سے ہندوستان واپس آئے تھے ۲۱ جولائی بمبئی میں گرفتار کر لئے گئے۔ پولیس کو اطلاع ملی کہ مسٹر رائے ولارڈ بائی کلا پر ایک مکان میں قیام پذیر ہیں اس پر کمشنر پولیس اور ڈپٹی کمشنر خفیہ پولیس کی زیر قیادت پولیس کے ایک دستہ نے صبح پانچ بجے اس مکان پر چھاپہ مارا اور مسٹر رائے کو زیر دفعہ ۱۲۱ الف ملک معظم کے خلاف جنگ کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔ مسٹر اے اے شیخ سیکرٹری آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس اور مسٹر بی شٹیش سکرٹری میڈیکل پریکٹیشنرز یونین بھی ان کو پناہ دینے کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے۔ ابھی مزید گرفتاریوں کی توقع ہے ؛

—— کانپور۔ ۲۰ جولائی۔ گذشتہ رات خفیہ پولیس کے دفتر صدر کنگ ایڈورڈ میموریل ہال سے ایک ریوالور چرا لیا گیا ؛

—— جھنگ ۲۰ جولائی۔ جھنگ پولیس نے وسواس تانہ تحصیل جھنگ کی ایک غار میں دھوکا بازوں کے ایک گروہ کا جب کہ وہ بالکل بے خبر پڑا تھا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا۔ پولیس مصروف تفتیش ہے خیال کیا جاتا ہے کہ اس گروہ کے بہت سے اور ممبر بھی ہیں یہ گروہ مدت سے جعلی سکے بنا رہا تھا ؛

—— رنگون۔ ۱۳ جولائی۔ تھاراواڈی سپیشل ٹریبونل نے تھاراواڈی بغاوت کے دوسرے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ جس میں ۷۵ ملزم تھے۔ تین ملزموں کو سزائے پھانسی ۴۵ کو عمر قید بعبور دریائے شور اور ۲۷ کو بری کر دیا ؛

—— لارڈ ارون سابق وائسرائے ہند نے گول میز کانفرنس کے متعلق ایک اپیل شائع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ میں برطانیہ اور ہندوستان سے اخلاص مندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی مخاصمانہ اور مہیب شکل میں جمع نہ ہوں۔ فریقین کو ایک ایسی عمارت کی تعمیر کے لئے آپس میں مل کر کام کرنا [illegible] جس میں مشرق اور مغرب مل بیٹھیں۔ اور جو ہر طرح [illegible] طوفان اور آندھیوں کو روک سکے ؛

—— ۱۹ جولائی کانپور میں ایک انقلاب پسند گرفتار کیا گیا۔ جس کا اصلی نام کشور چند گپتا ہے۔ اور جو مقدمہ سازش دہلی کا مفرور ملزم ہے۔ شہر میں کچھ اشتہار تقسیم کئے گئے جن میں سرکاری افسروں اور کچھ کانگرس کے کارکنوں کو جان کی دھمکی دی گئی ہے۔ شہر میں انقلاب پسندوں کی آمد کا شبہ کیا جا رہا ہے ؛

—— ایک یورپین مسٹر ولیم ڈامنڈ کو راولپنڈی میں اپنی بیوی کے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا دی گئی۔ ۲۰ جولائی اس کی پھانسی کا دن مقرر تھا۔ کہ ۱۹ کو اس نے اس چھری کے ساتھ جو اسے کھانا کھانے کے لئے مہیا کی گئی تھی۔ اپنا گلا کاٹنے کی کوشش کی۔ افسران جیل موقع پر پہونچ گئے۔ اور اسے بے ہوش پایا۔ علاج کے بعد اسے ہوش میں لایا گیا۔ اور ۲۰ کو پھانسی دیدی گئی ؛

—— مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے لگان اور آبیانہ میں ۵½ لاکھ روپے کی معافی دی ہے ؛

—— سری نگر میں سناتن دھرم ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک ریلیف کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جو ہندوؤں کو امداد دے گی ستم رسیدہ مسلمانوں کے متعلق تا حال کسی امدادی کمیٹی کے قیام کی اطلاع نہیں ملی۔ ؛

ٹائمز آف انڈیا نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے۔ کہ مہاراجہ کشمیر چونکہ امن قائم نہیں رکھ سکا اس لئے گورنمنٹ کو مداخلت کرنی چاہئیے۔ معلوم نہیں گورنمنٹ اس وقت تک کس بات کا انتظار کر رہی ہے۔ اور کیوں اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ نہیں ہوتی ؛

—— مسلم کواپریٹو ایجوکیشنل ایسوسی ایشن منٹگمری نے حکومت سے درخواست کی ہے۔ کہ موجودہ اقتصادی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سکولوں اور کالجوں میں فیس نصف کر دی جائے ؛

—— مغل پورہ کالج کی تحقیقاتی کمیٹی نے ۲۰ جولائی سے کام شروع کر دیا ہے۔ کارروائی بند کمرے میں ہو رہی ہے کسی پریس کے نمائندے کو اندر جانے کی اجازت نہیں ۲۱ جولائی ایک طالب علم کی شہادت ہوئی۔ جو تین گھنٹہ تک جاری رہی ؛

—— ۲۲ جولائی کو فرگوسن کالج پونا میں آنریبل سر جے۔ اے۔ بی ہاٹسن قائم مقام گورنر بمبئی پر جبکہ آپ کتب خانہ کالج کا معائنہ کر رہے تھے۔ ایک طالب علم نے دو فائر کئے۔ پہلی گولی آپ کے دل کے ذرا اوپر کی طرف لگی۔ جو پاکٹ بک کے آہنی اسٹڈ سے رک گئی۔ دوسری گولی دور سے نکل گئی اور نشانہ خطا گیا۔ گورنر صاحب نے حملہ آور کو خود مغلوب کر لیا جسے زیر حراست کر لیا گیا۔ اس کے قبضہ سے دو پستول برآمد ہوئے دونوں گولیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ گورنر کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد گورنر صاحب اپنا پروگرام ختم کرنے کے بعد گورنمنٹ ہاؤس میں گئے اور پھر کونسل کے اجلاس میں گورنر کی گیلری میں بیٹھ کر کارروائی دیکھتے رہے ؛

—— پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار صاحب نے اعلان کیا ہے کہ وائس چانسلر یونیورسٹی پنجاب نے اپنے اختیارات خصوصی

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؛